افکار و تاثرات

قارئین کے قلم سے

ریڈیو سے پرویز کا درسِ قرآن

ریڈیو پاکستان لاہور سے غلام احمد پرویز درسِ قرآن کا فیصلہ ایک ایسا نامسعود فیصلہ ہے کہ ہم نے ایک سو ایک بار سوچا، مختلف زاویوں سے سوچا، ہر قسم کے تعصبات سے پاک ہو کر سوچا، لیکن ہماری سمجھ میں نہ آسکا کہ اس کے محرکات کیا تھے۔ وہ کونسی اندلسی اور دمشقی مصلحتیں تھیں جنہوں نے پرویز جیسے انسان کو اس مسند پر لا کھڑا کیا جس کا ہر لحاظ سے وہ اہل نہ تھا، جس کے بارہ میں ہر مکتبِ فکر کے علماء مسلمان نہ ہونے کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ جو سرے سے مسلمان ہی نہیں وہ درسِ قرآن دے ؎

دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

قصرِ کسریٰ پر تارِ عنکبوت کی پردہ داری اتنی افسوسناک نہیں جتنی پرویز صاحب جیسے نامسلمان سے معارفِ قرآنیہ۔ کچھ دن ہوئے اسی ریڈیو سے جب ایک مسافر سے ربوہ کی ڈائری سنائی گئی تو اس وقت بھی ہم نے اپنے کانوں پر اعتبار کرنے میں دقت محسوس کی اور اپنے دل کو طفل تسلی دینے لگے۔ کہ ممکن ہے بے خبری میں یا مرزائی حضرات نے آنکھوں میں دھول ڈال کر یہ حرکت کروائی ہو۔ لیکن اب یہ فیصلہ جب منظرِ عام پر آیا تو خامہ انگشت بدنداں اور ناطقہ سربگریباں ہے۔ کہ اسے کیا کہا جائے۔ اسے کیا لکھا جائے؟ ہم لاہور ریڈیو کے اربابِ اختیار سے دوٹوک عرض کرتے ہیں۔ کہ انہیں فرزندانِ غیرت کا بخوبی احساس ہوگا۔ جو چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارتِ خارجہ جیسے دنیاوی منصب پر گوارا نہ کر سکا۔ تو اس دینی فریضہ درسِ قرآن پر پرویز جیسے انسان جن کا کفر شک کی حدود سے گذر کر یقین کی وادی میں داخل ہو چکا ہے۔ کس طرح برداشت کر سکیں گے۔ کیا انہیں ان کے شدید اور چونکا دینے والے ردِعمل کا قطعاً احساس نہیں کہ درسِ قرآن کے نام پر اشاعتِ کفر کا خوشگوار فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے ؎

یا رب زسیل حادثہ طوفان رسیدہ باد　　بتخانہ کہ خانۂ بخشش نام کردہ اند